© rasailojaraid.com

پروفیسر آل احمد سرور
کا
ایک خط

پروفیسر سرور نے تقسیم کے بعد سے اب تک مسلم یونیورسٹی کا پورا دور نہایت قریب سے اور محرم راز کی حیثیت سے دیکھا ہے اس لئے ذیل میں اڈیٹر برہان کے نام ان کا یہ خط شائع کیا جارہا ہے:

محترمی! تسلیم

برہان ایک عرصہ سے میرے پاس آتا ہے اور میں باقاعدہ اس کا مطالعہ کرتا ہوں، آپ کی تحریریں خاص طور سے دیکھتا ہوں، ادھر آپ نے علی گڑھ پر مضامین کا جو سلسلہ شروع کیا ہے۔ وہ شروع سے دیکھ رہا ہوں، تازہ شمارے (اگست ۷۳ء) میں آپ نے ذاکر صاحب کے دور اور ان کی خدمات کا جائزہ لیا ہے، یہ دیکھکر خوشی ہوئی کہ آپ نے ذاکر صاحب کی خدمات کا دور رخی جائزہ لیا ہے اور ان کی سیرت وشخصیت پر گہری نظر ڈالی ہے، میری ہمیشہ سے یہ رائے ہے کہ ذاکر صاحب نے علی گڈھ کے ساتھ جو کچھ کیا اس کا کما حقہ اعتراف نہیں ہوا، اور چونکہ میں انھیں خاصے قریب سے دیکھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سکا ہوں اس لئے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ عام طور پر مسلمانوں نے ان کی شاندار خدمات کا اعتراف نہیں کیا۔ بلکہ اس سلسلہ میں احسان فراموشی تک کا ثبوت دیا ہے۔ ویسے غلطیاں تو سبھی سے ہوتی ہیں، مگر بلاشبہ آزادی کے بعد اور تقسیم کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہو گئے تھے ان میں ذاکر صاحب نے علی گڑھ کو بچا لیا، موجودہ احتجاج کے سلسلہ میں بھی آپ کا رویہ میرے نزدیک تعمیری تنقید کا ہے، امید ہے کہ یہ نقطۂ نظر مقبول ہوگا اور موجودہ تنگ نظر سیاست کی رو کو بدلے گا، میری مبارکباد قبول فرمائیے۔

مخلص آل احمد سرور

از علی گڑھ ۲۷ر اگست ۷۳ء

اڈیٹر برہان:

مبارکباد کا شکریہ!

مقبول یار گشت نظیری کلام ما

بیہودہ صرف شکر نہ کردیم سودہ را

لیکن برہان میں ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ نامکمل ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں میں خود علی گڑھ میں نہ تھا، میں نے علی گڑھ پہونچ کر ڈاکٹر صاحب کے جو آثار یا قبہ دیکھے برہان کا مضمون انہیں پر مبنی ہے، سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے علی گڑھ قبل از وقت کیوں چھوڑا؟ اور وہ کیوں وہاں سے بیزار ہو کر گئے؟ پھر یہ بھی سنا جاتا ہے کہ آخر میں ان کے اور مولانا ابو الکلام آزاد کے تعلقات خوشگوار نہیں رہے تھے، مجکو اس سلسلہ میں جو کچھ معلوم ہے وہ بہت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناقص ہے اور اس کا مرتبہ علم حصولی کا ہے، پروفیسر آل احمد صاحب سرور کو ان چیزوں کا علم حضوری ہے، اگر وہ ان کو لکھدیں تو برہان ان کو شائع کرنے میں بڑی مسرت محسوس کرے گا۔ اور ڈاکٹر صاحب پر برہان کے مضمون کی تکمیل ہو جائے گی، برہان کا یہ سلسلۂ مضامین یونیورسٹی کی اور خصوصاً یونیورسٹی بعد از تقسیم کی ایک تاریخی روئداد ہے، اسی وجہ سے بیرونی ممالک میں بھی اسے بڑی دلچسپی سے پڑھا جا رہا ہے، جنوبی افریقہ اور موریشش (جس کے سفرنامہ کے لئے شدید تقاضے چاروں طرف سے آرہے ہیں) سے تو میں ابھی آیا ہوں۔ وہاں کے مسلمانوں کو علی گڑھ کے ساتھ محبت نہیں عشق ہے، اسی وجہ سے برہان کا یہ سلسلۂ مضامین وہاں بھی بڑی دلچسپی اور شوق سے پڑھا جا رہا ہے اور ان حضرات نے ان مضامین کے انگریزی ترجمہ کو کتاب کی صورت میں چھاپنے پر ایک گرانقدر رقم کی پیش کش بھی کی ہے، بہرحال ان وجوہ سے میں چاہتا ہوں کہ تقسیم کے بعد سے اب تک یونیورسٹی کی پوری سرگذشت اپنے مشاہدات و تجربات کی روشنی میں کسی کی لاو رعایت اور جنبہ داری کے بغیر قلمبند کر دوں تاکہ ایک طرف گورنمنٹ کو محسوس ہو کہ اس نے ۱۹۷۲ء کا ایکٹ نافذ کر کے کیا حماقت کی ہے اور دوسری جانب مسلمانوں کو بھی عبرت ہو کہ انھیں یونیورسٹی کے لئے اور اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کرنا کیا چاہیے تھا اور کیا کر رہے ہیں! اس بنا پر اگر پروفیسر آل احمد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سترور ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے عہد سے متعلق مذکورہ بالا حصہ کو مکمل کردیں تو میں بہت مشکر گذار ہوں گا۔

اسلام اور عصر جدید

اردو ، انگریزی

سالانہ چندہ میں رعایت

توسیع اشاعت کی غرض سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو صاحب ۳۱ دسمبر ۷۳ء تک خریدار بن جائیں گے ان سے سالانہ چندہ میں ایک تہائی کی رعایت کی جائے گی۔

اردو کا رسالہ "اسلام اور عصر جدید" بجائے پندرہ روپے کے دس روپے میں اور انگریزی کا جریدہ "اسلام اینڈ دی ماڈرن ایج" بجائے تیس ۳۰ کے بیس ۲۰ روپے میں صرف ایک سال کے لئے حاصل کیا جاسکتا ہے

پتہ

اسلام اینڈ دی ماڈرن ایج سوسائٹی جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

© rasailojaraid.com